حسن ترابی

سوڈان میں نئی سیاسی حکمتِ عملی کے معمار

محمد ایوب منیر

سوڈان کی اخوان المسلمون نے اپنی تنظیم اور سیاسی حکمت عملی میں' اپنے حالات کے لحاظ سے' دور رس تبدیلیاں کیں' جن کے نتیجہ میں انھوں نے بریگیڈیئر عمر حسن البشیر کے فوجی انقلاب (۱۹۸۹) کے بعد ملک کے نظامِ حکومت میں کلیدی کردار حاصل کر لیا ہے۔ یہ ان کے نزدیک اسلامی انقلاب کی راہ میں ایک اہم پیش رفت ہے۔ انھیں یقین ہے کہ اس طرح وہ بالآخر سوڈان کو ایک اسلامی ریاست بنا دیں گے۔ جو تبدیلیاں آئی ہیں اور جو کچھ پیش رفت ہوئی ہے' وہ اخوان کے سربراہ' ڈاکٹر حسن ترابی کی فکر' حکمتِ عملی اور جدوجہد کی مرہون منت ہے' جس کا جائزہ ڈاکٹر عبدالوہاب آفندی نے اپنی کتاب : Turabi's Revolution - Islam and Power in Sudan میں لیا ہے۔ اس کتاب کے بعض مباحث کا خلاصہ قارئین کے لیے دلچسپی کا باعث ہو گا۔

ابتدائی زندگی

ڈاکٹر حسن عبد اللہ ترابی ۱۹۳۲ میں حنطوب میں پیدا ہوئے۔ وہ سوڈان کے معروف مصلح مہدی سوڈانی کے نواسے ہیں ۔ ان کے والد شیخ عبد اللہ ترابی' فقہ کے ممتاز عالم اور صوبے کی سب سے بڑی عدالت کے جج تھے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد انھوں نے خرطوم یونیورسٹی کے شعبہ قانون میں داخلہ لیا۔ وہیں وہ اخوان المسلمون کی طلبہ تحریک' اسلامک لبریشن موومنٹ کے ذریعے شیخ حسن البنا اور سید قطب کی دعوت سے روشناس ہوئے۔ ۱۹۵۴ میں وہ اس تنظیم کی یونیورسٹی برانچ کے سربراہ بھی بن گئے۔

۱۹۵۵ میں وہ آکسفورڈ یونیورسٹی سے ایم اے کرنے کے لیے برطانیہ چلے گئے۔ اس کے بعد ۱۹۵۹ میں انھوں نے قانون کی اعلیٰ تعلیم کے لیے فرانس میں ساربون یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔ وہاں سے قانون میں

ڈاکٹریٹ کرنے کے بعد وہ ۱۹۶۲ میں وطن واپس آئے۔ جلد ہی وہ خرطوم یونیورسٹی میں شعبہ قانون کے سربراہ بن گئے۔

وطن واپس آنے کے بعد ڈاکٹر ترابی نے اخوان المسلمون میں سرگرمی سے کام کرنا شروع کر دیا۔

اخوان المسلمون

امام حسن البناؒ نے مصر میں اخوان المسلمین کی بنیاد ۱۹۲۸ میں رکھی' اور ۱۹۴۰ کے عشرہ ہی میں ان کی دعوت سے متاثر ہو کر سوڈان میں بھی اخوان منظم ہونا شروع ہو گئے۔ اسلامک لبریشن موومنٹ کے نام سے طلبہ کی تنظیم قائم ہوئی جو اخوان کا مضبوط بازو تھی۔ ۱۹۴۸ میں اس طلبہ تنظیم نے سوشلسٹوں اور کمیونسٹوں کو شکست دے کر گارڈن میڈیکل کالج (بعد ازاں خرطوم یونیورسٹی) کے انتخابات واضح اکثریت سے جیت لیے۔

۱۹۵۴ میں سوڈانی اخوان نے مصری اخوان سے تنظیمی طور پر ایک آزاد ڈھانچہ استوار کیا۔ الرشید الطاہر اس کے امیر مقرر ہوئے۔ اور ۱۹۵۵ میں ' جب ڈاکٹر حسن ترابی اعلیٰ تعلیم کے لیے برطانیہ گئے ' اخوان المسلمون نے اسلامی جماعتوں کا ایک ڈھیلا ڈھالا اتحاد بنانے میں کامیابی حاصل کرلی۔ اخوان نے ان جماعتوں کو اس بات پر متفق کرلیا کہ ۱۹۵۶ میں سوڈان کی متوقع آزادی کے بعد ملک کا دستور اسلامی اصولوں پر مبنی ہو گا۔ اخوان کے قائم کردہ اس سیاسی اتحاد کا نام "اسلامی دستور فرنٹ" تھا' اور اخوان کو اس میں مرکزی اہمیت حاصل تھی۔ سوڈان کی ایک بڑی جماعت ' صادق المہدی کی نیشنل یونینسٹ پارٹی بھی اس کی ممبر تھی۔ لیکن ملک کی آزادی کے بعد اسلامی دستور کے لیے کوئی اقدام نہ کیا گیا۔ ۱۹۵۸ میں جب ملک کے پہلے انتخابات ہوئے' تو اخوان نے فیصلہ کیا کہ جو لوگ اسلامی دستور کے لیے حمایت کا اعلان کریں گے ' ان کے خلاف نمائندے کھڑے نہ کیے جائیں ۔ گویا اخوان نے براہِ راست انتخابات میں حصہ لینے کی بجائے ایسے لوگوں کو کامیاب کرنے کی حکمتِ عملی اختیار کی جو اسلامی دستور کے لیے کام کر سکیں۔

۱۹۵۸ میں ہی جنرل ابراہیم عبود کی سربراہی میں فوج نے اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ اخوان نے' جس نے وطن کی آزادی کے لیے دیگر پارٹیوں کے شانہ بشانہ جدوجہد کی تھی' فوجی حکومت کو ناپسند کیا۔ فوجی حکومت نے سیاسی جماعتوں پر پابندی عائد کر دی' تو اخوان نے البلاغ کے نام سے کام جاری رکھا۔ اخوان' امہ پارٹی اور نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی نے فوجی انقلاب کے ذریعہ بھی فوجی حکومت کو ہٹانے کی کوشش کی' لیکن یہ کوشش ناکام رہی۔

اس دور میں اخوان کی سرگرمیوں پر نظر ڈالنے سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ سیاسی حکمتِ عملی کے طور پر سوڈان کے اخوان نے شروع سے دوسری جماعتوں کے ساتھ وسیع تر سیاسی اتحاد اور اسلامی

دستور کے لیے جدوجہد کا راستہ اختیار کیا۔

ترابی اور تنظیم

جب ۱۹۶۲ میں ڈاکٹر ترابی فرانس سے وطن واپس لوٹے' ملک میں فوجی حکومت قائم تھی' اور اخوان شیخ حسن البنا اور سید قطب کے طے کردہ راہنما خطوط اور تنظیمی ڈھانچے کی بنیاد پر آہستہ آہستہ اپنی دعوت پھیلا رہے تھے۔ ان کی غیر معمولی صلاحیتوں کی بنا پر فوراً ہی انھیں اخوان المسلمون کی دستور ساز کمیٹی کا ممبر بنالیا گیا۔ انھوں نے مجلس کے سامنے جو مباحث اٹھائے' اور جو تجاویز پیش کیں ان سے ان کی مستقبل کی فکر اور حکمتِ عملی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

ڈاکٹر ترابی نے مجلس کے سامنے بنیادی سوال یہ رکھا کہ آیا اخوان کو ایک پریشر گروپ کے طور پر کام کرنا ہے' یا سیاسی جماعت کے طور پر جمہوری ذرائع اختیار کرکے تحریک کو عوام تک' اور بعد ازاں اقتدار تک پہنچانا ہے۔ ان کی اپنی تجویز یہ تھی کہ تحریک کو بحیثیت پارٹی ختم کردیا جائے' برطانیہ کی فیبین سوسائٹی کی طرز پر فکری پریشر گروپ کی حیثیت اختیار کرلی جائے۔ دانشوروں کا یہ گروپ ملک کی تمام سیاسی جماعتوں اور مذہبی گروہوں میں اثر و نفوذ پیدا کرے۔ مجلس نے ان کی یہ تجویز رد کردی۔

اس کے بعد انھوں نے یہ تجویز کیا کہ تحریک کے لیے جو بھی منصوبہ عمل بنایا جائے اس کی مدت دو سال ہو' جس کے بعد نیا منصوبہ بنایا جائے۔ اس تجویز کو قبول کرلیا گیا۔

تنظیمی حکمتِ عملی کے باب میں' ڈاکٹر ترابی نے مجلس کے سامنے پہلی اہم تجویز یہ پیش کی کہ مصری اخوان کی طرز پر ممبر سازی اور تحریک میں شمولیت کی جو شرائط ہیں ان کو ختم کردیا جائے یا انھیں غیر معمولی طور پر نرم کردیا جائے۔ مجلس نے ان کی اس تجویز کو اس بنیاد پر رد کردیا کہ اس طرح اسلامی تحریک کا وجود ختم ہو جائے گا۔

انھوں نے دوسری اہم تجویز یہ پیش کی کہ تنظیمی اجلاسوں' فیصلوں اور کارکردگی کی رپورٹوں کے بارے میں شدید اخفا کی پالیسی کو ترک کردیا جائے۔ لیکن یہ تجویز بھی رد کردی گئی۔

سیاسی جدوجہد کے لیے' انھوں نے اخوان کی ماضی کی سیاسی حکمتِ عملی کے مطابق 'اسلامک چارٹر فرنٹ کے نام سے دیگر جماعتوں کا اتحاد بنانے کی تجویز دی۔ مجلس نے اسے قبول کرلیا۔ ڈاکٹر ترابی کو ۱۹۶۴ میں اس فرنٹ کا سیکرٹری جنرل بنا دیا گیا۔ یہ وہ مرحلہ تھا جب اخوان المسلمون سوڈان کے اس وقت کے سربراہ الرشید الطاہر نئی پالیسیوں کے سبب فرنٹ سے علیحدہ ہو گئے۔

اخوان کی سیاسی جدوجہد

اخوان نے شروع سے وسیع تر سیاسی اتحاد کے ذریعے پیش رفت کی حکمتِ عملی اختیار کی تھی۔ ۱۹۵۵ میں انھوں نے اسلامی دستور کے لیے مختلف جماعتوں کا اتحاد بنایا۔ ۱۹۵۸ میں پہلے قومی انتخابات میں اخوان نے سب سے بڑی پارٹی یعنی امہ پارٹی کے ساتھ انتخابی اتحاد کیا اور نیشنل فرنٹ تشکیل دیا۔ ۱۹۵۹ میں اس نے امہ پارٹی اور خاتمیہ پارٹی اور قومی جمہوری پارٹی کے ساتھ مل کر جنرل ابراہیم عبود کی حکومت کے خاتمہ کی کوشش کی۔ اگرچہ ۱۹۵۹ میں حزب اختلاف کی جماعتوں کا جو اتحاد بنا اخوان نے اس میں بوجوہ شمولیت اختیار نہ کی۔

۱۹۶۴ میں اخوان نے جو اسلامک چارٹر فرنٹ بنایا' اس میں انصار السنہ' صوفی گروہوں اور علما کی چھوٹی چھوٹی پارٹیوں نے شمولیت اختیار کی۔ اس فرنٹ نے ۱۹۶۵ کے انتخابات میں ۱۰۰ نمائندے نامزد کیے۔ اس میں سے فرنٹ نے سات سیٹیں جیتیں۔ ان میں سے ایک سیٹ ڈاکٹر ترابی کی تھی۔ فرنٹ کے انتخابی نعرے اور منشور اسلامی نظام کے نفاذ' معیشت کی اصلاح' جنوب کے مسئلے کے حل' پارلیمانی جمہوریت اور بدعنوانی سے پاک حکومت کے قیام پر مشتمل تھے۔

انتخابات کے بعد امہ پارٹی نے حکومت بنائی اور اخوان نے اپوزیشن پارٹی کی حیثیت اختیار کی۔ دو سال بعد صادق المہدی کی کابینہ کی برطرفی کے بعد ۱۹۶۷ میں پھر انتخابات ہوئے۔ ان انتخابات میں فرنٹ نے امہ پارٹی' جمہوری وطن پارٹی اور ڈیموکریٹک یونینسٹ پارٹی میں سے کسی کے ساتھ مفاہمت نہ کی۔ ۱۹ نمائندے کھڑے کیے گئے' مگر اس مرتبہ صرف پانچ نشستوں پر کامیابی ہوئی۔ ڈاکٹر ترابی بھی اپنی نشست پر ہار گئے۔ یوں محسوس ہونے لگا کہ فرنٹ اپنی مقبولیت کھو رہا ہے۔

اس مرحلہ پر اخوان راہنما' محمد صالح عمر نے ڈاکٹر ترابی کی پالیسیوں کو شدید ہدفِ تنقید بنایا' اور ان کے خلاف زبردست پروپیگنڈہ کیا۔ تنقید کرنے والے گروہ نے اپنے آپ کو تعلیمی گروہ اور ڈاکٹر ترابی کے ہم خیالوں کو سیاسی گروہ کا نام دیا۔

۱۹۶۹ میں جعفر نمیری کے فوجی انقلاب کے بعد فرنٹ نے اس کی مزاحمت کا فیصلہ کیا' اور اس مقصد کے لیے امہ پارٹی کے ساتھ مل کر نیشنل فرنٹ بنایا۔ جعفر نمیری نے اس مزاحمت کو کچل دیا' سیکڑوں افراد مارے گئے۔ ان میں محمد صالح عمر بھی شامل تھے۔ اس کے بعد فوجی حکومت کے خلاف جو بھی مظاہرے ہوئے یا مزاحمت ہوئی (۱۹۷۳' ۱۹۷۵ اور ۱۹۷۶) فرنٹ اس میں شامل رہا۔ تاہم فرنٹ اور امہ پارٹی کا اتحاد ۱۹۷۷ میں ٹوٹ گیا۔

۱۹۸۰ میں جب جعفر نمیری نے قومی سیاسی جماعتوں سے مصالحت اور تعاون کی اپیل کی تو دائیں بازو کی اسلامی جماعتوں کے اتحاد نے نمیری کی حکومت میں شمولیت کا فیصلہ کیا۔ ایک طویل عرصہ تک نمیری کی

فوجی حکومت کی مخالفت کے بعد' اس کے ساتھ مفاہمت اور اس کی حکومت میں شمولیت کا یہ فیصلہ حکمتِ عملی میں تبدیلی کا مظہر تھا۔ ڈاکٹر ترابی نے اس فیصلہ کے لیے اخوان کو قائل کیا۔ مارچ ۱۹۸۰ میں ڈاکٹر ترابی کو نمیری کی پارٹی کے سیاسی بیورو کا ممبر اور امورِ خارجہ کا مشیر بنا دیا گیا۔ ۱۹۸۳ میں جعفر نمیری نے اسلامی قوانین کے وسیع پیانے پر نفاذ کا اعلان کیا تو فرنٹ نے کھلے بندوں اس کی حمایت کی۔ حکومت کے ساتھ تعاون کرنے کے نتیجے میں فرنٹ کے کچھ لوگ فرنٹ کو چھوڑ کر حکومت ہی کے ہو کر رہ گئے۔

سوڈان میں اسلامی قوانین کے نفاذ کے ایک سال بعد ۱۹۸۴ میں فرنٹ نے بین الاقوامی اسلامی کانفرنس برائے نفاذ شریعت منعقد کی۔ اس میں دنیا بھر سے دو سو نمائندوں نے شرکت کی اور شریعت کے نفاذ کے لیے دس لاکھ افراد نے ڈاکٹر ترابی کی اپیل پر خرطوم کی سڑکوں پر مارچ کیا۔ نمیری کی گورنمنٹ کے ساتھ تعاون کے نتیجے میں اور فرنٹ کے مسلسل رابطے کے سبب اخوان المسلمون کو یہ فائدہ ضرور ہوا کہ فوج کے جوانوں اور افسروں میں ایک معقول تعداد ایسے لوگوں کی پیدا ہو گئی جو ڈاکٹر ترابی کے اسلامائزیشن کے پروگراموں سے اتفاق رکھتے تھے۔

نیشنل اسلامک فرنٹ کی تشکیل

۱۹۶۴ سے ڈاکٹر ترابی جس طرز کی تنظیم بنانا چاہتے تھے اور "وسعت" کے جس پروگرام پر عمل پیرا ہونا چاہتے تھے اس کا موقع انھیں ۱۹۸۵ میں مل گیا۔ انتخابات کے لیے انھوں نے نیشنل اسلامی فرنٹ (NIF) کی تشکیل کی' اور فرنٹ کی ممبر شپ کو ہر سوڈانی کے لیے کھول دیا گیا۔ اپریل ۱۹۸۶ کے قومی انتخابات میں فرنٹ نے ۲۳۶ سیٹوں پر مقابلہ کر کے ۵۱ سیٹیں حاصل کر لیں۔ اٹھائیس سیٹیں عمومی حلقوں سے اور تیئس سیٹیں گریجویٹس کے حلقہ انتخاب سے۔ نیو نیشنل امہ پارٹی نے ۱۰۰' ڈیمو کریٹک یونینسٹ نے ۶۳ سیٹیں جیت کر اوّل اور دوم پوزیشن حاصل کر لی۔ فرنٹ نے ۱۸٫۴۶ فیصد ووٹ حاصل کیے' اسلامی قوانین کے نفاذ کے وعدے پر فرنٹ نے امہ پارٹی کے ساتھ تعاون کیا' اور امہ پارٹی نے حکومت بنائی۔

۱۹۸۹ میں بریگیڈیئر حسن عمر البشیر نے فوجی انقلاب برپا کیا۔ حسن البشیر کو اخوان المسلمون کی حمایت حاصل تھی' اور وہ بڑی حد تک اخوان کی فکر سے متفق تھے۔ اس لیے جب انھوں نے فرنٹ سے تعاون کی اپیل کی اور اسلامائزیشن کے ہر پروگرام پر عملدر آمد کا وعدہ کیا' تو فرنٹ نے ان سے تعاون کا فیصلہ کیا۔ یہ تعاون تاحال جاری ہے۔

انقلاب کا طریقِ کار

ڈاکٹر حسن ترابی نے "نیشنل اسلامک فرنٹ" کے ذریعے روایتی طریقِ کار میں کئی تبدیلیاں کیں۔

انھوں نے تحریک کے اندر جمہوری طریقوں کو رواج دیا۔ فرنٹ کی ممبرشپ کو عام کردیا گیا۔ تنظیمی فیصلوں کی وسیع پیمانے پر نشرواشاعت کی جانے لگی۔ فیصلہ سازی کے لیے دو ادارے قائم کیے گئے۔ سیاسی مسائل سے نپٹنا' پولٹ بیورو کا کام تھا۔ ممبرسازی' مالیات' تنظیم اور ملحقہ امور' ایڈمنسٹریٹو بیورو کے حوالے کیے گئے۔ اجلاسِ عام' اجلاسِ شوریٰ' مرکزی انتظامیہ اور سیکرٹری جنرل کے چار ادارے تشکیل دیے گئے' اجلاسِ عام کے ذریعے تمام فیصلوں کی توثیق کی جاتی' اجلاسِ عام کے بعد شوریٰ کو اعلیٰ تر ادارہ بنایا گیا اور اسے اختیار دیا گیا کہ عدمِ اطمینان کی صورت میں سیکرٹری جنرل کو معطل یا برخواست کردے۔

تنظیم کو تیزی کے ساتھ آگے بڑھانے کے لیے بھی راہیں تلاش کی گئیں۔ عوام الناس کی تعلیم و تربیت' خدمتِ خلق کے منصوبوں اور طب و صحت کے میدانوں میں جدوجہد کو تیز کیا گیا۔ خواتین کو بڑے پیمانے پر عملی جدوجہد میں شریک کیا گیا۔ اہل افراد کو حکومتی نظام میں اس طرح کھپایا گیا کہ وہ نظامِ حکومت چلانے کا تجربہ بھی حاصل کرتے چلے جائیں۔ جعفرالنمیری کی حکومت میں شرکت کرکے تحریکی لوگوں کو سرکاری مناصب پر کھپایا گیا تھا اور فرنٹ کے لوگوں نے عوام الناس کے دلوں میں گھر کرلیا تھا۔ اسلامی نظام زندگی کے حامی فوجیوں کے اندر نفوذ کیا گیا اور ان کا موثر گروہ تیار کیا گیا۔ لیکن یہ فوجی کبھی بھی اس پوزیشن میں نہ آسکے کہ خود فوجی انقلاب برپا کرسکیں یا برپا ہونے والے انقلاب کو روک سکیں۔ اصولاً یہ بات طے کرلی گئی کہ اسلامائزیشن کے لیے حکومت سے تعاون میں کوئی عار نہیں ہے۔

فرنٹ نے جنوبی سوڈان کے لوگوں کے مسائل پر ہمدردانہ غور کیا' مسیحی مبلغین اور امدادی اداروں کی یلغار کو روکنے کے لیے ایسوسی ایشن آف ساؤتھ مسلمز بنائی گئی۔ جنوب میں مسلمانوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لیے ان کی اعانت کی گئی۔ حتی المقدور غیر مسلموں سے تعاون بھی لیا گیا تاکہ وہ مملکت کے استحکام کے لیے کام کریں۔

ڈاکٹر ترابی نے ہر شخص میں یہ روح پھونکنے کی کوشش کی کہ ہم سب کو انفرادی طور پر اپنا کردار ادا کرنا ہے' شروع میں صرف دو ہزار مستقل ممبران اور پینتالیس ہزار غیر مستقل ممبران تھے۔ ڈاکٹر ترابی نے ہدف طے کیا کہ دو سال کے اندر اندر اس تعداد کو دس گنا کرنا ہے اور وہ اس میں کامیاب ہوئے۔

ڈاکٹر ترابی کے افکار

ڈاکٹر ترابی کی باقاعدہ تصانیف تو صرف دو ہیں: ۱- الصلوٰۃ عماد الدین ۲- الحرکتہ الاسلامیہ فی السودان التطور والکسب والمنہج' لیکن ان کے افکار و نظریات ان کی تقاریر' انٹرویو اور لیکچروں سے واضح ہیں۔ اخوان اور نیشنل اسلامک فرنٹ پر انھی کے افکار و نظریات کی چھاپ ہے۔

تجدیدوا حیائے دین: ان کی رائے میں اسلام کی تعلیمات پر انقلابی انداز سے غور و فکر کیا جانا چاہیے۔

ماضی کے اہلِ علم کی آرا قابلِ احترام ہیں' لیکن ان پر نظرِثانی کی جاسکتی ہے۔ تجدید' مذہب سے فرار کا نہیں بلکہ بدلتے ہوئے حالات اور تقاضوں کو سمجھ کر مسائل کا حل تلاش کرنے کا نام ہے۔

روایتی اسلامی قانون اور فقہ میں تغیرات کی ضرورت ہے' کیونکہ اس کے اندر ریاست اور عوام الناس کی شرکت نہیں رہی ہے۔ اجتہاد کا دروازہ کھول دیا جائے' نئے اصول و ضوابط وضع کیے جائیں' اسلام کے اصولوں اور تعلیمات پر کھلے عام بحث ہو۔ چند امور کو چھوڑ کر ہر ایک مسئلے پر اجتہاد کیا جاسکتا ہے۔

اسلامی نظام کا نفاذ: دورِ جدید میں اسلامی نظام جمہوریت سے ملتا جلتا ہو سکتا ہے' عالمی مروج نظاموں میں سے جو چیز دینِ اسلام سے نہ ٹکراتی ہو اس کو اختیار کیا جاسکتا ہے۔ اسلامی قوانین خصوصاً" حدود کا نفاذ صرف اور صرف اس معاشرے میں ہو جہاں اسلام کے دیگر قوانین پہلے نافذ ہو چکے ہوں۔ عوام الناس کی وسیع پیمانے پر شمولیت کے بغیر اسلامی نظام نافذ نہیں ہو سکتا۔ انتشار و افتراق سے بچا جائے۔

ماضی کے مسلمانوں کو super man سمجھا جاتا رہا ہے۔ اس خیال کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ آج کے عامی مسلمان کو سامنے رکھ کر اسے جدوجہد میں شریک کیا جائے۔ اشتراکیت' جمہوریت' سرمایہ داری میں سے اگر اچھے اصول ملیں تو ان پر عملدر آمد میں کوئی حرج نہیں ہے۔

خواتین کا کردار: شریعت کی حدود کو مدنظر رکھتے ہوئے خواتین کو معاشرتی زندگی میں شریک کیا جائے۔ محض عورتوں اور مردوں کے آزادانہ میل جول کے خطرات کو سامنے رکھتے ہوئے انھیں عوامی اور مجلسی زندگی سے دور نہیں رکھا جاسکتا۔ عورتوں کو معاشرتی زندگی سے دور رکھنے کے فائدے کم اور نقصان زیادہ ہیں۔ عورت کا کام گھر سنبھالنا ہے' لیکن معاشرتی زندگی سے الگ تھلگ رہ کر وہ نسلِ نو کی تعلیم و تربیت کیسے کرے گی۔ معاشی دباؤ نے' خصوصاً" شہروں میں' انھیں ملازمتیں کرنے پر مجبور کر دیا ہے' اس لیے عورتوں کو اب گھروں میں محبوس نہیں رکھا جاسکتا۔ اگر عورتوں کو ہم ان کے معاشرتی حقوق نہ دیں گے تو مغرب کے لوگ ان کو غلط ہاتھوں کی طرف دھکیل دیں گے۔

آرٹ' فلم' تھیٹر: آرٹ' فلم' تھیٹر کو خدا کی عبادت کی طرف دعوت اور اسلامی نظام کی ترویج کے لیے استعمال کیا جائے۔ جہاد کی روح کو عام کرنے کے لیے شاعری' مصوری کے علاوہ ڈرامے کو استعمال کیا جائے۔ آرٹ اور اس کے مظاہر پر مغربی فلاسفہ اور مغربی اخلاق کی برتری اور بالادستی ختم کر دی جائے۔

انٹرنیشنل مسلم آرڈر: مسلمان ریاستیں دوسری ریاستوں کے ساتھ تعاون کریں' انصاف' مساوات اور امنِ باہم کے لیے ضروری ہے کہ مسلمانوں کے اپنے عالمی ادارے' ایجنسیاں اور تنظیمیں ہوں۔ موجودہ عالمی اداروں کی جگہ مسلمانوں کے عالمی ادارے لے سکتے ہیں۔

غیر مسلموں سے تعاون: اسلامی ممالک غیر مسلم اقلیتوں سے حسنِ سلوک کریں کیونکہ ساری دنیا کی نگاہیں ان پر لگی ہوتی ہیں۔ سربراہِ مملکت کے علاوہ باقی سب عہدوں پر غیر مسلم اقلیت سے لوگ لیے جا سکتے ہیں۔

ڈاکٹر ترابی کے خیالات کو عبد الوہاب آفندی نے اس طرح بیان کیا ہے:

"ڈاکٹر حسن ترابی نے جماعتِ اسلامی اور اخوان المسلمون کے Idealism سے باہر نکل کر ایسا انقلابی اور طاقتور گروہ تیار کیا جو اسلام کی وکالت کر سکے ۔ انھوں نے فنڈا میٹلسٹ اور ریفارمسٹ کی تفریق کو ناپسند کیا اور ان دونوں کی خصوصیات کو جمع کرنے کا راستہ اختیار کیا۔

"ترابی' جدت اور قدامت' عملیت اور نظریت' عقیدے اور تخمینے کا مجموعہ ہیں۔ کبھی ترابی عمل کی انتہائی ضرورت کو دیکھتے ہوئے اس کو اختیار کرتے ہیں اور اس کے بعد اس کے وجوب کا جواز تلاش کرتے ہیں"۔

نیشنل اسلامک فرنٹ اور جماعتِ اسلامی پاکستان

ڈاکٹر حسن ترابی نے بانیٔ جماعتِ اسلامی' سیّد ابو الاعلیٰ مودودیؒ کی فکر سے فیضان حاصل کیا ہے۔ ڈاکٹر ترابی کا اقدام سیّد مودودیؒ کی فکر ہی کی بازگشت ہے۔ سیّد مودودیؒ نے باطل کے نظام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے اور حق کو غالب کرنے کے لیے ہر شعبہ ہائے زندگی میں تبدیلی کی دعوت دی اور اسی کا عکس سیّد قطبؒ کی تحریروں میں بھی ملتا ہے۔ مصنف کا خیال ہے کہ سیّد مودودیؒ اور سیّد قطبؒ کی بہ نسبت ڈاکٹر حسن ترابی کی رائے میں زیادہ لچک ہے' اور تبدیلیوں کو جذب کرنے کی زیادہ صلاحیت رکھتی ہے۔ ڈاکٹر ترابی نے حکومت کے نظام میں شامل ہو کر اسلامی نظام کے نفاذ کو حقیقت بنا دیا اور تھوڑے ہی عرصے میں اس کے نتائج برپا ہونے شروع ہو گئے۔ جماعتِ اسلامی اور اخوان المسلمون نے چند اصول ایسے بنا رکھے ہیں کہ ان پر نظرِ ثانی ہو سکتی ہے لیکن ان پر نظرِ ثانی نہیں کی گئی۔

تبصرہ

ڈاکٹر عبد الوہاب آفندی کی کتاب ڈاکٹر ترابی کی سوڈان میں برپا کردہ تبدیلیوں کا مفصل جائزہ ہے۔ اس موضوع پر اس سے بہتر کتاب ابھی تک سامنے نہیں آئی ہے۔ مصنف نہ صرف معاصر اسلامی تحریکوں کی فکر و جدوجہد سے خوب آشنا ہے بلکہ دیگر تحریکوں کا بھی ترابی کی فکر سے موازنہ کرتا ہے۔ کیونکہ کتاب ۱۹۸۶ میں لکھی گئی تھی اس لیے موجودہ حالات کے بارے میں معلومات نہ ہونا قابلِ فہم ہے' کتاب کے اندر ایک اور کمی یہ محسوس ہوتی ہے کہ ترابی کی فکر کو کامیاب بنانے میں جن حضرات نے ان کے ساتھ

کلیدی کردار ادا کیا ہے ان کا تذکرہ مفقود ہے' علاوہ ازیں جنوبی سوڈان میں عیسائیوں کی علاحدگی کی تحریک کے بارے میں تفصیلی معلومات فراہم کیا جانا ضروری تھا۔

جماعت ِ اسلامی' اخوان المسلمون اور فرنٹ کے درمیان موازنہ کرتے ہوئے مصنف کے ذہن کا جھکاؤ ڈاکٹر حسن ترابی کی "عملیت" کے حق میں ہے۔ وہ سیّد مودودیؒ اور سیّد قطبؒ کے افکار اور توانا دعوت کو "نظری" قرار دیتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ سیّد مودودیؒ اور سیّد قطبؒ نے جو ماڈل پیش کیے ہیں ان کی عملیت محتاجِ کلام نہیں۔

عورتوں کے پردے' عورتوں کے معاشرے میں سرعامِ خدمات سرانجام دینے' تھیٹر' فلم' آرٹ اور مخلوط معاشرے کے بارے میں ڈاکٹر ترابی کی رائے سے مکمل اتفاق ممکن نہیں ہے' لیکن انھوں نے اپنے آرا کے حق میں مضبوط دلائل فراہم کیے ہیں۔